۱۰

جرأت اور سچی بہادری دکھائیں

(فرمودہ ۱۵/اپریل ۱۹۲۷ء)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

دنیا میں مختلف رنگوں کے انسان ہوتے ہیں اور مختلف صفات کے انسان ہوتے ہیں۔ کبھی تو ایک انسان ترقی کرتے کرتے اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے جس درجہ کو محمدی درجہ کہتے ہیں۔ اور کبھی تنزل کرتے کرتے اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے جس کو ابلیس اور ابو جہل کا درجہ کہتے ہیں۔ مختلف صفات انسان کے اندر رہوتی ہیں جن کے برے یا اچھے استعمال کے ساتھ اور جن کو احتیاط یا بے احتیاطی کے ساتھ کام میں لانے کے نتیجے میں وہ اچھا یا برا بن جاتا ہے۔

ایک ہی قسم کی قوتیں لیکر انسان دنیا میں آتا ہے۔ لیکن آگے ان کے نتیجے مختلف نکلتے ہیں۔ ایک انسان تو ایسا ہوتا ہے جو اپنی عقل استعمال کر کے دنیا کی آسائش حاصل کرتا اور آرام کے سامان بہم پہنچالیتا ہے اور بسا اوقات ایسا انسان نہ صرف خدا کی رضا حاصل کرتا ہے بلکہ بندوں پر بھی غیر فانی اثر چھوڑ جاتا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے اس کا نشان قائم کر دیا جاتا ہے جسے کوئی مٹا نہیں سکتا۔ لیکن ایک شخص اسی عقل کو لیکر چوری کے طریقے نکالتا ہے۔ اسی عقل سے فتنہ و فساد اور جھگڑا پیدا کرتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ صرف یہی نہیں کرتا کہ خدا کی ناراضگی حاصل کر لیتا ہے بلکہ بندوں میں بھی رسوا ہوتا ہے۔ اور اپنے لئے ہمیشہ کی ذلت اور بدنامی پیدا کر لیتا ہے۔ مثلاً فرعون ہے ہزاروں سال فرعون پر گذر گئے۔ لیکن باوجود اس کے کہ یہ اسم علم نہیں یہ ذاتی نام نہیں۔ بلکہ مصر کے بادشاہوں کا لقب تھا۔ لیکن حضرت موسیٰؑ کے دشمن ایک فرعون کی وجہ سے یہ نام ہی گالی بن گیا۔ حالانکہ کوئی تعجب نہیں کہ ان بادشاہوں میں سے جو فرعون کہلاتے تھے نیک اور متقی بھی ہوں۔ بلکہ قرین قیاس یہی ہے کہ سینکڑوں سال جن کو حکومت دی گئی۔ وہ حضرت موسیٰؑ کے فرعون جیسے نہیں تھے خدا ایسوں

کو اتنا عرصہ حکومت نہیں دیا کرتا۔ اور ایسے لوگوں کو دیر تک بر سر حکومت نہیں رہنے دیتا۔ ان فرعونوں کے نیک نام تاریخوں میں محفوظ ہیں۔ لیکن ان کے رتبہ کی بلندی اور ان کے نیک نام کی بڑائی اس شان کی نہ تھی جو حضرت موسیٰ کے فرعون کی بدی کو مٹا دیتی۔ اس لئے حضرت موسیٰ کے ایک فرعون کی بدی اور قوتوں کے بد استعمال سے وہ برا ہو گیا۔ اور نہ صرف خود برا ہو گیا بلکہ یہ نام ہی جو کہ پشتہاپشت سے ان لوگوں کی عزت کا معیار سمجھا جاتا تھا گالی بن گیا۔ یہ کتنی بڑی برائی ہے کہ ایک شخص کے اپنی قوتوں کو بے احتیاطی سے استعمال کرنے کے سبب ایک عزت کا نام گالی ہو جائے۔ حضرت موسیٰؑ سے مقابلہ کرنے والے فرعون کا اصل نام مِنفتاح کہا جاتا ہے۔ مِنفتاح کی برائی کتنی بڑی تھی۔ کہ اس سے وہ فرعون کا لفظ جو اس سے پہلے فرعونوں کے لئے عزت کا نشان تھا۔ اس کی بدی سے گالی بن گیا۔ برائی تو تھی مِنفتاح کی۔ لیکن اس ایک کی برائی سے فرعون کا لفظ ہی برا ہو گیا۔ اور جب ہم کہتے ہیں فرعون برا تھا۔ تو ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ مِنفتاح برا تھا۔ اور مِنفتاح کی برائی کے اظہار کیلئے ہمیں فرعون کا لفظ بولنا پڑتا ہے لیکن باوجود اس کے اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ برائی ہمیشہ کے لئے اس نام کے ساتھ لگ گئی اور فرعون لفظ ہی گالی بن گیا۔

اس کے بالمقابل ایک وہ شخص ہے جو اپنی عقل اور قوت کو صحیح طریق پر استعمال کرتا ہے۔ ایسا شخص ترقی کرتا ہوا اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ پچھلے لوگوں کے لئے یادگار بن جائے۔ اور وہ جس قوم کی طرف منسوب ہو وہ معزز سمجھی جائے۔ جس نسل کی طرف منسوب ہو وہ معزز ہو جائے۔ جس عالم کی طرف منسوب ہو وہ معزز ہو جائے جیسے آنحضرت ﷺ کہ آپ جس قوم کی طرف منسوب ہوئے وہ قوم معزز ہو گئی۔ جس نسل کی طرف منسوب ہوئے وہ نسل معزز ہو گئی۔ جس عالم کی طرف منسوب ہوئے وہ عالم معزز ہو گیا۔

آدم کی پیدائش کے وقت جب فرشتوں نے اعتراض کیا کہ یہ پیدا ہو کر برے کام کرے گا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا تم کو کیا معلوم ہے کہ اس کی نسل سے کیسے کیسے اچھے انسان پیدا ہوں گے۔ کون سے اچھے آدمی پیدا ہونے تھے۔ وہ وہی تھے جنہوں نے محمدی رنگ پایا۔ فرشتوں نے انسانوں کی برائیاں پیش کیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ڈانٹ کر کہا انسانوں میں چور اور بد بھی ہونگے۔ لیکن باوجود اس کے پھر بھی وہ اعلیٰ ہیں کیونکہ محمد ﷺ ان میں سے پیدا ہونے والے ہیں تو اس انسان کا عالم آپ کے ذریعہ معزز ہو گیا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والوں کو پیش کیا کہ وہ لوگ بھی تو ان میں پیدا ہونگے۔ جو محمدی درجہ پائیں گے پس خداداد طاقتوں کو جب

انسان نیک طور پر استعمال کرتا ہے تو معزز ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ بد طور پر استعمال کرتا ہے تو ذلیل ہو جاتا ہے۔

میرے نزدیک طاقت اور قوت کا درست اور برمحل استعمال اور جرأت و بہادری بھی نہایت عمدہ صفت ہے۔ وہ جرأت اور بہادری جسے سچائی کا یقین رکھتے ہوئے ظاہر کیا جائے وہ قابل تعریف ہوتی ہے۔ میں دوسروں کی نسبت تو نہیں کہہ سکتا۔ مگر اپنی فطرت کے مطالعہ سے کہتا ہوں۔ کہ مجھے تو ایک دشمن کی بہادری بھی پسندیدہ نظر آتی ہے۔ کوئی میری جان کا بھی دشمن ہو۔ وہ اگر کوئی کام بہادری سے کرتا ہے تو میری فطرت اسے بھی پسند کرتی ہے۔ لیکن بزدلی کبھی دنیا میں پسند نہیں کی جاتی نہ نیکوں میں نہ بدوں میں۔ یہاں تک کہ ایک بزدل چور بھی چوروں میں برا سمجھا جاتا ہے۔

ایک شخص نے ابھی چند دن ہوئے ایک قتل کیا۔ ایک نیپالی لڑکی کو ایک دولت مند ہندو نے خرید لیا۔ اور بغیر نکاح کے اپنے گھر میں رکھا۔ ایک شخص نے جو ڈاکٹری کا طالب علم تھا اس شخص کو مار دیا۔ اور خود پولیس میں جا کر اقبال جرم کر لیا۔ اس نے کہا چونکہ ہندو ہماری قوم کی لڑکیوں کو اس طرح قبضہ میں لے کر ان کی عصمت بگاڑتے ہیں۔ جو ہماری قوم پر بدنما دھبہ ہے اس لئے میری غیرت نے گوارا نہ کیا کہ میں اسے برداشت کروں اور میں نے اسے مار دیا۔ مقدمہ شروع ہوا۔ اور جج نے پھانسی نہیں دی بلکہ آٹھ سال قید کی سزا دی ہے لیکن اس پر بھی ملک میں شور پڑا ہوا ہے کہ اسے چھوڑ دینا چاہئے۔ اس نے اچھا کام کیا ہے۔ مگر یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ کسی مجرم کو خود سزا دینا بالکل غلط طریق ہے اگر یہ طریق جاری ہو جائے تو تمدن اور تہذیب ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ لیکن باوجود اس بات کے اس کے فعل کو بچی بہادری کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی قوم کی عزت کی خاطر یہ کام کیا۔ گو غلط طریق سے کیا۔ کیا ہندو اور کیا مسلمان حتیٰ کہ انگریزوں کی ایک سوسائٹی نے بھی اس کی رہائی کی درخواست کی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ دلیرانہ فعل تھا جو اس نے کیا۔ اور اس دلیری سے اس کام کی برائی چھپ گئی۔

بچپن میں ایک طالب علم ہم کو ڈاکوؤں کے قصے سنایا کرتے تھے اور ان قصوں کو سناتے ہوئے وہ ایسے مزے لیا کرتے تھے۔ جیسے کسی نبی کا قصہ سنا رہے ہیں۔ اس وقت سندر سنگھ اور جبرو کے واقعات مشہور تھے جو بڑی تعریف کے ساتھ سناتے۔ سندر سنگھ اور جبرو کی کیوں تعریف ہوتی تھی۔ حالانکہ وہ ڈاکو تھے اور ڈاکے مارتے تھے جو برا کام ہے۔ مگر اس برے کام کی بھی لوگ تعریف کرتے تھے۔ اس کی صرف یہی وجہ تھی کہ وہ دلیری سے ڈاکے مارتے تھے۔ بے شک ڈاکہ زنی برا کام ہے۔

مگر چونکہ وہ دلیری سے اس برے کام کو کرتے تھے۔ اس لئے ان کا یہ برا فعل بھی خوبصورت ہو جاتا تھا۔

جب ایک برا کام بھی بہادری اور جرأت کے سبب خوبصورت بن جاتا ہے۔ تو جو کام خدا کے لئے بہادری سے کیا جائے گا۔ وہ کیوں خوبصورت نہ ہو گا۔ وہ افعال جن کو فطرت حقارت سے دیکھتی ہے۔ اگر وہ بھی بہادری جرأت اور دلیری کے ساتھ کئے جائیں۔ تو بعض لوگوں کو خوشنما نظر آنے لگتے ہیں پھر اگر خدا تعالیٰ کے لئے کوئی شخص ایسا کرتا ہے۔ اور اچھے کاموں کے لئے بہادری دکھاتا ہے۔ تو وہ کیوں دنیا میں خوبصورت نظر نہ آئے گا۔ اس کے لئے کسی فکر اور سوچ اور کسی قوت واہمہ سے کام لینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

دور کے ایک زمانہ کی بابت قرآن کریم فرماتا ہے۔ دو بھائی تھے۔ ایک نے ایک کو مارنا چاہا۔ اس لئے کہ اس کی قربانی قبول ہوئی۔ اور دوسرے کی نہ ہوئی۔ جس نے مارنا چاہا اس نے بہادری سے کام نہ لیا۔ کیونکہ اس نے اس لئے مارنا چاہا کہ اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔ لیکن دوسرے نے جس کی قربانی قبول ہو گئی تھی۔ بہادری سے کام لیا۔ وہ بہادری نہیں جو لوگ وقتی طور پر دکھاتے ہیں۔ وہ بہادری بھی نہیں جو کتے اور سئور کی طرح بعض انسان دکھاتے ہیں۔ بلکہ وہ بہادری جو سچے بہادروں کی ہوتی ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہوئی۔ وہ اپنے دوسرے بھائی کو جو اسے قتل کرنا چاہتا۔ کہتا ہے۔ تم بے شک مجھے مارو۔ تم نے اپنا خیال اور اپنی منشاء مجھ پر ظاہر کر دی ہے مگر باوجود اس علم کے میں یہ نہیں کرونگا۔ کہ تم کو ماردوں۔ دنیا میں یہ طریق ہے کہ اگر کسی شخص کے متعلق معلوم ہو جائے کہ وہ قتل پر آمادہ ہے۔ تو جسے قتل کرنا چاہے وہ اس کے حملہ سے پہلے ہی اسے قتل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یہ شخص اپنے بھائی سے کہتا ہے۔ تمہارا ارادہ گو مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ لیکن میں تمہیں نہیں مارونگا۔ کیونکہ یہ فعل مذموم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ بہادری ایسی پسند آئی کہ ہم نے فیصلہ کر دیا کہ اگر کوئی کسی نیک شخص کو بلاوجہ مارتا ہے تو وہ ایک شخص کا قاتل نہیں سارے جہان کا قاتل ہے۔ کیونکہ اس نے نیکی کو ضائع کرنا اور بدی کو پیدا کرنا چاہا ہے تو بہادری بھی نیکی ہے۔ وہ دوسرا شخص جو قتل کرنے پر آمادہ ہوا۔ بجائے اس کے کہ خدا کا مقبول بننے کی کوشش کرتا قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا اور یہ بزدلی ہے۔ لیکن دوسرے نے بہادری دکھائی وہ خدا کا اور زیادہ مقبول ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بہادری کو پسند کیا۔ اور فیصلہ کیا کہ آئندہ جو بھی اس طرح قتل ہو گا۔ اس کا قتل دنیا کے قتل کے برابر سمجھا جائے گا۔ کیونکہ قاتل صرف اس نیکی کرنے والے کو

نہیں مٹاتا بلکہ نیکی کو مٹاتا ہے (المائدہ : ۵) تو بہادری ایسا فعل ہے جو خدا کے نزدیک بھی اور اس کے بندوں میں بھی مقبول چلا آتا ہے اور جو لوگ اپنے یقین کے مطابق اسے کرتے ہیں وہ عزت پاجاتے ہیں۔ دشمنوں کی بھی ایسی باتیں پسند آتی ہیں۔ درحقیقت ایسا شخص جو ایک بات کو سچا سمجھ کر پھر اس پر عمل نہیں کرتا اور اسے قبول نہیں کرتا وہ بزدل ہے۔

آج اس جگہ پر ہمارے دوست دور دراز مقامات سے تشریف لائے ہیں۔ اور جمعہ کی نماز کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ مجلس شوریٰ ہوگی اس لئے میں نے یہ خطبہ پڑھا۔ اگر وہ اپنے ادنیٰ ادنیٰ کاموں میں بھی خوبصورتی پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہر کام میں جرأت دلیری اور بہادری دکھائیں۔ ان کے سب کام چونکہ خدا تعالیٰ کے لئے ہوتے ہیں اس لئے وہ سب خوبصورت بن جائیں گے۔ اگر ہم یہ نہیں کرسکتے تو ہمارے لئے پھر کوئی خوبصورتی نہیں۔ ہم اگر آسمان پر بھی چڑھ جائیں۔ اور کہیں کہ مسیح موعودؑ آگئے۔ تو کوئی قبول نہ کرے گا۔ دنیا میں ہماری قربانی اور جرأت سے ہی تبدیلی پیدا ہوگی۔ پس ہمیں ہر قربانی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے۔ جب ہماری یہ حالت ہوگی تو دنیا خود ہماری خوشبو سونگھے گی۔ دنیا خود ہمارے پاس آئے گی۔ دنیا خود ہم کو قبول کرے گی۔ پس میں اس موقع پر تشریف لانے والے دوستوں سے کہتا ہوں۔ وہ مجلس میں جب جائیں تو اپنی آراء اپنے ارادوں اور اپنے خیالات اور اپنی خواہشات کو خدا تعالیٰ کی رضاء کے ماتحت کریں۔ اور سچی جرأت کے ساتھ ان کا اظہار کریں۔ تا وہ احمدیت کے پھیلانے کے لئے ایسے کام کرسکیں جو سچی بہادری کے ہیں۔ اور وہ اپنی بہادری اور جرأت سے آنے والوں کے لئے ایسا رستہ کھول سکیں جو ان کو اصل منزل تک پہنچا سکے۔ پس سچی بہادری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اپنی آراء کو جرأت کے ساتھ ظاہر کریں۔ تا جو اصل مطلب ہے۔ وہ حاصل ہو سکے۔ اور احمدیت پورے زور کے ساتھ دنیا میں پھیل سکے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ ہم میں نفاق نہ ہو بزدلی نہ ہو ہم سچائی پر قائم رہیں۔ خدا کے سوا کسی اور کا ڈر نہ رہے۔ اور اللہ کے سوا کسی اور کی آرزو اور خواہش نہ ہو۔ اور خدا تعالیٰ ہمیں سچائی کے پھیلانے والا بنائے اور سچائی کے پھیلانے کے لئے آپ ہمیں راستے بتائے اور ان راستوں پر چلائے۔ آمین۔

(الفضل ۲۶/ اپریل ۱۹۲۷ء)